ماہنامہ
لاہور
جہانِ رضا
حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اجمالی تعارف
تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داری
امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی قومی و عالمی مقبولیت
بیاد
الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی
مرکزی
مجلس رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ

کے افکار کا حقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ: حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر: محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

جلد ۲۸۔ جنوری ۲۰۱۹ء / ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ شمارہ: ۲۴۴

قیمت فی شمارہ: 30/- روپے، سالانہ چندہ /-500 روپے

مرکزی مجلس رضا

خط و کتابت، ترسیل زر اور ملنے کا پتا:

مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

Email:muslimkitabevi@gmail.com, 042-37225605, 0321-4477511

در منقبت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

(کلامِ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ!)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا — اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا — اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا — شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدیں ہو — اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

ابن زہرا کو مبارک ہو عروسِ قدرت — قادری پائیں تصدق مرے دولھا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی قاسم ہے — کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے — کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہو مجھ کو نسبت — میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے — حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف — کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

ہیں رضاؔ یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو — سیّد جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

ooo

حضور غوث اعظم کا اجمالی تعارف وتذکرہ

ازقلم ابوالفقر غلام صادق صدیقی قادری

حضور پرنور، بفیض گنجور، قطب الاقطاب، قطب الارشاد، غوث الاغواث، فرد الافراد، جامع علوم ظاہری و باطنی، واقف اسرار خفی وجلی، بانیٔ سلسلہ قادریہ، اکمل العلماء، افضل الاولیاء، امام العرفاء، شیخ المشائخ، غوث الثقلین، قطب الکونین، مجمع البحرین، نجیب الطرفین، حضرت سیدنا مرشدنا سید محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی بغدادی حسنی حسینی رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کا مختصر خاکہ

آپ کا نام۔۔۔سید عبدالقادر جیلانی

آپ کی کنیت۔۔۔ابو محمد

آپ کے القاب۔۔۔محی الدین، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث اعظم، پیران پیر، دستگیر، روشن ضمیر، تاجدار اولیاء، سرخیل علماء وغیرہ وغیرہ

آپ کا خاندان۔۔۔نجیب الطرفین سید یعنی حسنی حسینی ہیں۔

آپ کی پیدائش۔۔۔یکم رمضان المبارک بروز جمعہ سن ہجری ۴۷۰ھ میں مطابق ۱۰۷۵ عیسوی میں ہوئی۔

آپ کی جائے پیدائش۔۔۔ملک ایران کے شہر گیلان میں قصبہ نیف ہے۔

آپ کی مادۂ تاریخ۔۔۔سن ہجری کے اعتبار سے ”عشق“ نکلتا ہے یعنی آپ دنیا میں سراپا عشق وعرفان بن کر جلوہ گر ہوئے ہیں۔

آپکے والد گرامی۔۔۔حضرت سید ابو صالح موسی جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ۔۔۔حضرت سیدہ ام الخیر فاطمہ ثانی رحمۃ اللہ علیہا ہیں۔

آپ کے دادا جان۔۔۔حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ کے نانا جان۔۔۔حضرت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ کا شجرۂ نسب، پدری لحاظ سے حضرت امام حسن مثنیٰ بن امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تک پہنچتا ہے اور سلسلۂ نسب مادری اعتبار سے حضرت امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تک پہنچتا ہے۔یعنی والد ماجد کی جانب سے حسنی اور والدہ صاحبہ کی طرف سے حسینی ہیں اس لحاظ سے آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔

آپ کے مرشد برحق۔۔۔حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

آپ مسلکاً حنبلی المذہب تھے۔یعنی امام رابع حضرت سیدنا امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں۔آپ نے چار شادیاں فرمائی اوران چار ازواج مطہرات سے تقریباً ۴۹ اولاد ذکورواناث ہوئیں جن میں تقریباً ۱۹/ صاحبزادے اور ۳۰/ صاحبزادیاں ہیں۔۔(اختلاف روایات کے ساتھ)

آپ کی تصانیف جلیلہ

آپ نے ارباب شریعت وسنت اور اصحاب طریقت وتصوف کے لیے کئی علمی و ادبی اثاثہ چھوڑا ہے۔جو ان علوم دینیہ اور طالبان فنون صوفیہ کے لیے نایاب ذخیرہ عطا فرمایا ہے۔چند قابل ذکر ہے۔

(۱)غنیۃ الطالبین (۲) فتوح الغیب (۳) فتح ربانی (٤) مکتوبات محبوب سبحانی (٥) سر الاسرار فیمایحتاج الیہ الابرار (٦) رسالہ غوث اعظم (۷) جلاء الخواطر (۸) اذکار سلسلہ قادریہ (۹) وظائف غوثیہ (۱۰) قصیدہ غوثیہ (۱۱) دیوان غوث اعظم، السبوع شریف، درود کبریت احمر، درود اکسیر اعظم، خطبات غوث اعظم (مواعظ حسنہ) اور چہل کاف۔وغیرہ وغیرہ۔

آپ کا سلسلہ افضل السلاسل اور آپ کا ذکر اولیاء وصوفیاء میں اکمل الاذکار

ہیں۔ گویا تمام اولیاء کرام وصوفیاء عظام تارے ہیں اور آپ چاند ہیں اور کیوں نہ ہو کہ۔۔

جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

آپ کی زندگی کے کچھ ادوار

آپ مادرزاد ولی ہیں۔ زمانۂ طالب علمی میں ہی درجہ قطبیت پر فائز ہو گئے۔ چناں چہ آپ خود فرماتے ہیں کہ

درست العلم حتیٰ صرت قطبا
ونلت السعد من مولی الموالی

۱۰/ سال کی عمر میں خطاب "ولی اللہ" کی غیبی آواز سنا کرتے تھے۔ (اخبار الاخیار ص ۴۳)

۱۸/ سال کی عمر میں حصول علم کے خاطر جیلان سے بغداد کا سفر فرمایا۔

(انوار البیان اول ص ۵۳۷)

بسم اللہ خوانی کے موقع پر اپنے استاد گرامی کو مکمل ۱۷/ پارے قرآن مجید زبانی سنا دیئے۔

(سنی کوئز ص ۳۷۴)

صرف ۷/ سال کی عمر میں قرآن مجید کے مکمل حافظ وقاری ہو گئے۔

(انوار البیان اول ص ۵۳۷)

۳۳/ سال تک درس وتدریس اور مسند افتاء پر فائز رہے اور دین متین کی شریعت وسنت کے پیش نظر خدمات انجام دیں۔ (اخبار الاخیار ص ۳۳)

۲۵/ سال تک ترک دنیا کی خاطر عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں عبادت ومجاہدے میں مشغول رہے۔ (تذکرہ مشائخ عظام ص ۲۰۶)

۳۸/ سال کی عمر میں پہلا حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہوئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۳۰۔ سید الاولیاء ص ۲۱)

۴۰/ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی اور ۱۵ سال تک ایک پاؤں پر

کھڑے ہوکر قرآن مجید ختم فرمائے۔ (اخبار الاخیار ص ۳۶)

۴۰/سال تک اپنے مواعظہ حسنہ، ملفوظات جمیلہ سے قوم وملت کی اصلاح فرمائی اور آپ نے ہفتے میں تین دن، جمعہ، منگل، اور بدھ کو وعظ ونصیحت کے لیے متعین فرمایا تھا۔

(سیرت غوث اعظم ص ۶۷)

آپ ۷۰/ ہزار کے مجمع میں خطاب فرماتے تو پہلی صف سے آخری صف تک سامعین کو برابر آواز پہنچتی۔ (خطبات غوث، ص ۲۱۴)

۵۰۰۰/ ہزار یہود ونصاریٰ نے آپ کی دعوت وتبلیغ پر اسلام قبول کیا۔

(خطبات غوث ورضا ص ۲۱۹)

۱۰۰۰/ ہزار سے زائد ڈاکو آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوکر داخل اسلام ہوئے۔

(ایضا ص ۲۱۹)

آپ کے اقوال زریں

میری آنکھ لوح محفوظ میں رہتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے علوم کے سمندر میں غوطے لگاتا ہوں۔ (کیا آپ جانتے ہیں ص ۵۲۷)

جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔

(ایضا ص ۵۲۸)

آپ فرماتے ہیں کہ تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے۔

۱/سخاوت ابراھیم ۲/ رضائے اسحاق ۳/ صبر ایوب ۴/ مناجات زکریا ۵/ غربت یحییٰ ۶/خرقہ پوشی موسیٰ ۷/تجرد عیسیٰ ۸/فقر محمد صلی اللہ علیہ وسلم (علیہما السلام)۔

(روح تصوف ص ۵۰)

آپ فرماتے ہیں کہ جب تک شیخ (پیرو رشد) میں بارہ خصلتیں نہ ہوں وہ سجادے پر نہ بیٹھے۔ دو خصلتیں خدا کی کہ ستار اور غفار ہو۔ دو خصلتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ شفیق اور رفیق ہو۔ دو خصلتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کہ صادق ہو اور

مصدق ہو۔ دو خصلتیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کہ نیکی کا حکم دینے والا ہو اور برائی سے ہٹانے والا ہو۔ دو خصلتیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کہ کھانا کھلائے اور رات بھر بیدار رہے۔ دو خصلتیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کہ عالم ہو اور بہادر ہو۔

(کیا آپ جانتے ہیں ص ۵۳۲)

آپ کا وصال باکمال ۹/۱۱/۱۷/ربیع الآخر بشب پیر سن ہجری ۵۶۱ میں مطابق ۱۱۶۶ عیسوی میں ہوا۔ بوقت وصال آپ کی عمر شریف تقریباً ۹۱/سال تھی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے حضرت سید سیف الدین عبد الوہاب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ آپ کا مزار پر انوار بغداد معلیٰ عراق میں مرجع خلائق ہے۔

غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ

جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

ماخذ و مراجع مندرجہ ذیل ہیں:

اخبار الاخیار ص ۳۳ تا ۴۵۔ مدینہ شریف سے بریلی شریف تک ص ۶۰ تا ۶۳۔ حیات الحیوان دوم ص ۱۱۱۔ تذکرہ مشائخ عظام ص ۱۸۸ تا ۲۱۴۔ کائنات تصوف ص ۴۰۵۔ دروس اسلام حصہ پنجم ص ۱۲۱ تا ۱۲۴۔

※※ ※※※

بغداد چلو

خصوصی پیشکش, برائے عاشقانِ غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از فریدی صدیقی مصباحی

پھیلائے ہوئے دل کے داماں، بغداد چلو ، بغداد چلو
کر دیں گے کرم شاہِ جیلاں، بغداد چلو ، بغداد چلو

امید کے دامن بھرتے ہیں ، بگڑی ہوئی سب کی بنتی ہے
دن رات سخی کے روضے پر ، خیرات کرم کی بٹتی ہے
ہو جائے گی ہر مشکل آساں ، بغداد چلو ، بغداد چلو

کاشانہ اقدس پر آئے ، تو چور بھی ہو جائے ابدال
دکھ درد کے مارے پہنچیں تو ، اک پل میں وہ ہو جائیں خوشحال
ٹھہریں گے سبھی غم کے طوفاں ، بغداد چلو ، بغداد چلو

مُردے کو جلائیں قم کہہ کر ، گمراہ کو وہ کر دیں رہبر
ڈوبی تھی جو بارہ سال سے وہ ، بارات کریں پل میں باہر
اُس در پہ ملے گی سب کو اماں ، بغداد چلو ، بغداد چلو

جو لوگ بھی اُن کے گُن گائیں ، دارین کی عزت وہ پائیں
بن جائے وہ ذرے سے سورج ، جس پر بھی کرم وہ فرمائیں
ہے ان کی ڈگر گلزار جناں ، بغداد چلو بغداد چلو

سرکار کے جلووں سے روشن ، حضرت کا جمالِ انور ہے
وہ پھول ہیں باغِ زہرا کے ، سیرت میں کمالِ حیدر ہے
ملتا ہے وہاں قربِ یزداں , بغداد چلو بغداد چلو

محبوب خدا ، محبوب نبی ، ہے سید جیلاں کی ہستی
حسنین کی آنکھوں کے تارے ، وہ شاہِ شہاں ، ولیوں کے ولی
پانا ہے جو فیضِ غوثِ زماں ، بغداد چلو بغداد چلو

ہے خاک بھی ان کی چوکھٹ کی، اعزاز و تقدس کا مخزن
اور روضہ اقدس کا منظر ، فردوس بریں کا ہے درپن
بڑھتا ہے وہاں نورِ ایماں ، بغداد چلو ، بغداد چلو

چل دیکھ فریدی اُس در کی ، کیا شان ہے اور کیا عظمت ہے
پھیلا ہے اجالا جن تک ، ہر سمت برستی رحمت ہے
ہے فضل خدا کا نور وہاں ، بغداد چلو ، بغداد چلو ...

بخار کا رُوحانی علاج

پھر فرمایا: ''سورۂ مُجادلۃ'' جو اٹھائیسویں پارہ کی پہلی سورت ہے بعد عَصر تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلایئے۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

"تاجدارِ کرم"

عبدالمصطفیٰ محمد نسیم القادری

*۔۔۔ایک انتہائی مشہور و معروف قوالی ہے اور اس میں اردو، برج بھاشا، فارسی اور عربی کے اشعار ہیں۔

۔۔۔عاطف اسلم اور کوک سٹوڈیو کی ٹیم نے اس میں ایسی فحش غلطیاں کی ہیں جس پر انہیں توبہ اور تجدیدِ ایمان کرنا لازم ہے۔

*۔۔۔افسوس کے یہ کئی سالوں سے نشر بھی ہو رہی ہے اور علم سے نابلد عوام بے دیہانی میں بڑے ذوق و شوق سے سن بھی رہے ہیں۔

*۔۔۔علماء دین چونکہ ان چیزوں پر خود توجہ نہیں فرماتے کیونکہ ظاہر ہے وہ ان غیر شرعی انداز میں پڑھے گئے کلاموں کو سننے سے اپنے کانوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔لیکن افسوس کے عاقل لوگ جو اسے قوالی جان کر سنتے رہے وہ بھی ان فحش غلطیوں کو نہ پکڑ سکے۔

ڈان نیوز پر ۲۰۱۸۔۱۲۔۱۶ کو شائع شدہ ایک تحریر میں اس جانب جو نشاندہی کی گئی وہ آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہے۔

نمبر ایک: گویے عاطف اسلم نے نبی کریم ﷺ کو عرب کے کنور' (یعنی حجاز کے شہزادے) کے بجائے رب کے کنور' (یعنی خدا کے شہزادے) پڑھ دیا۔(جو کہ کفریہ الفاظ ہیں)

نمبر دو: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دُور ہونے (در فرقتِ تو اے اُمّی لقب) کو دارِ فرقت تو اے اُمّی لقب (یعنی دوری کا گھر تم اے اُمّی لقب') پڑھ دیا ہے۔ (جو ظاہر ہے گستاخی و بے ادبی کی انتہا ہے)

نمبر تین: گاہے بلِفگن و دیدہ نظر (یعنی کبھی آہستہ سے نظر ڈالو) کو کم علمی کی وجہ سے گاہے بگہا دز دیدہ نظر پڑھ دیا ہے جس کا کوئی مطلب نکلتا ہی نہیں ہے۔(ڈان نیوز کی

تحریر میں درزیدہ کا ترجمہ چوری چوری لکھا گیا ہے)

نمبر چار: اے مشک بید عنبر فشاں (یعنی اے خوشبو پھیلانے والے درخت) کو اے مجتبِ زُمبر فِشاں پڑھ دیا ہے جسکے سرے سے کوئی معنی ہی نہیں ہیں۔

نمبر پانچ: اے قاصدِ فرخندہ پے (یعنی اے مبارک قدم پیغمبر) اے قاصدِ پُرخندہ پے پڑھ دیا۔ پرخندہ کے معنی ہنسی سے بھرے ہوئے کے ہیں۔ (اور یہ بھی توہین وگستاخی ہے) (بے دیہانی میں اسکو سننے اور پڑھنے والے پر توبہ لازم ہے) کوک اسٹوڈیو کی ٹیم اور گویے عاطف اسلم پر مزید کیا حکم ہوگا اس پر علماء دین ضرور رہنمائی فرمائیں) اللہ تعالیٰ تمام سنیوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

گلے میں تانبے یا پیتل کا خِلال لٹکانا

عرض: خِلال (یعنی دانت کریدنے کا آلہ) تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے؟

ارشاد: جائز ہے کیونکہ یہ تعلیق (یعنی پہننے) کے حکم میں ہے۔ ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظُرُوف (یعنی برتنوں) میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی، ہاں! ڈورا باندھ سکتا ہے۔

تفریح الخاطر میں ایک جھوٹی روایت۔۔۔عبد مصطفیٰ قادری رضوی

مشہور کتاب "تفریح الخاطر" میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے یہ روایت داخل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خادم فوت ہوگیا۔اس کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آہ وزاری کرنے لگی۔ اس نے آپ سے اپنے شوہر کو زندہ کرنے کی التجا کی۔آپ نے علم باطن سے دیکھا کہ ملک الموت اس دن قبض کی گئی تمام روحوں کو لے کر آسمان پر جارہے ہیں۔ آپ نے اسے روکا اور کہا کہ میرے خادم کی روح واپس کردو تو ملک الموت نے یہ کہ کر منع کردیا کہ میں نے یہ روحیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے قبض کی ہیں۔

جب ملک الموت نے روح واپس نہیں کی تو آپ نے اس سے روحوں کی ٹوکری (جس میں اس دن قبض کی گئی تمام روحیں تھیں، وہ) چھین لی! اس سے ہوا یہ کہ جتنی روحیں تھیں وہ سب اپنے اپنے جسموں میں واپس چلی گئیں۔

ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی: مولا تُو تو جانتا ہے جو تکرار آج میری اور عبدالقادر کے درمیان ہوئی، اس نے تمام ارواح چھین لیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ملک الموت بے شک عبدالقادر میرا محبوب ہے۔ تو نے اسکے خادم کی روح کو واپس کیوں نہیں کیا؟ اگر ایک روح کو واپس کر دیتے تو اتنی روحیں اپنے ہاتھوں سے دے کر پریشان نہ ہوتے۔

(ملخصا: تفریح الخاطر فیس اقبال شیخ عبدالقادر، المنقبۃ الثامنۃ، ص68، قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

اسی روایت کے بارے میں امام اہلسنت، اعلیحضرت رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا، بس فرق اتنا ہے کہ یہاں خادم کی بیوی کا ذکر ہے اور سوال میں خادم کے بیٹے کا۔سوال میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جب ملک الموت نے روح واپس کرنے سے انکار کیا تو حضور غوث پاک نے انھیں ایک تھپڑ مارا جس کی وجہ سے ملک الموت کی آنکھ باہر نکل گئی!

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ روایت ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے اور اس کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام! احمق، جاہل، بے ادب یہ سمجھتا ہے کہ (اس روایت کو بیان کر کے) حضرت غوث اعظم کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج29، ص630، رضا فاؤنڈیشن لاہور، س1426ھ)

"برکت کس میں ہے"

ایک شخص ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے بحث کر رہا تھا کہ برکت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، تم نے کتے اور بکریاں دیکھی ہیں؟ وہ شخص بولا، "ہاں"۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بولے، "سب سے زیادہ بچے کون جنتا ہے کتے یا بکری۔۔؟" "وہ بولا، کتے"۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، تم کو بکریاں زیادہ نظر آتی ہیں یا کتے۔۔؟" وہ بولا "بکریاں"۔ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بولے "جب کہ بکریاں ذبح ہوتی ہیں، مگر پھر بھی کم نہیں ہوتیں، تو کیا برکت نہیں ہے؟ اسی کا نام برکت ہے"۔ پھر وہ شخص بولا، ایسا کیوں ہے، کہ بکریوں میں برکت ہے اور کتے میں نہیں؟" ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بولے، بکریاں رات ہوتے ہی فوراً سو جاتی ہیں اور فجر سے پہلے اٹھ جاتی ہیں۔ یہ نزولِ رحمت کا وقت ہوتا ہے، لہٰذا ان میں برکت حاصل ہوتی ہے، اور کتے رات بھر بھونکتے ہیں، اور فجر کے قریب سو جاتے ہیں، لہٰذا رحمت و برکت سے محروم ہوتے ہیں"۔ پس غور و فکر کا مقام ہے، آج ہمارا بھی یہی حال ہے۔ ہم اپنی راتوں کو فضولیات میں گزارتے ہیں، اور وقت نزولِ رحمت، سو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے آج نہ یہ ہمارے مال میں اور نہ ہی ہماری اولاد میں اور نہ ہی کسی دوسری چیز میں برکت رہی ہے۔

تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داریاں

از: سیّد زاہد حسین نعیمی

معاشرے کی بنیاد گھر سے پڑتی ہے۔ خاندان کا آغاز گھر سے ہوتا ہے۔ جب ایک مرد اور عورت نکاح کے ذریعے خاندان کی بنیاد رکھتے ہیں، گھر سے معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ معاشرے کے افراد کے افعال واعمال کے باعث معاشرہ اچھا یا برا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بچوں کی تربیت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ دین اسلام میں جہاں والدین کے حقوق بیان کیے ہیں، وہاں والدین کے فرائض بھی بتائے ہیں۔ والدین کے فرائض میں پہلی بات جو شامل ہے وہ اولاد کی تعلیم و تربیت ہے۔ ماں کا بڑا مقام بیان کیا گیا ہے۔ جہاں اس کے پاؤں کے نیچے جنت قرار دی گئی ہے، وہاں ماں کی گود کو پہلی درسگاہ بھی کہا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "گود سے قبر تک علم حاصل کرو"۔ اس میں گود سے مراد ماں کی گود ہے، یعنی یہی وہ پہلی درسگاہ ہے۔ بچے کے صاف اور شفاف ذہن پر کوئی بھی چیز نقش ہو جاتی ہے۔ بچے کا ذہن سفید کاغذ، تختی یا سلیٹ کی مانند ہوتا ہے، اس پر جو لکھا جائے گا وہی پڑھا جائے گا۔ اس لئے اس پہلی درسگاہ کا درست، صحیح، تقویٰ وطہارت سے آراستہ اور صاف وشفاف ہونا ضروری ہے۔ والدہ اگر علم وعمل، سیرت وکردار کے لحاظ سے ایک اچھی خاتون اور بہترین انسان ہوگی تو وہ جس بچے کو جنم دے گی اس کی تعلیم و تربیت اور اس کے سیرت وکردار کی تعمیر بھی صحیح و درست کرے گی۔ اس کی شخصیت کا اثر بچے پر پڑے گا۔ ہمارے سامنے تاریخ اسلامی کی بڑی بڑی شخصیات ہیں۔ صرف ایک حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہی کی مثال لے لیں۔ جن کی والدہ تقویٰ وطہارت سے آراستہ تھیں، اپنے بچے کو حصول تعلیم کے لئے گھر سے روانہ کیا تو فرمایا۔ بیٹے کبھی جھوٹ نہ بولنا اور وہ مشہور واقعہ تاریخ کی کتابوں میں درج ہے کہ صرف سچ بولنے اور جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے نہ صرف ڈاکوؤں کا سردار بلکہ پورا گروہ راہ راست پر آ گیا تھا۔ یہ والدہ کی تربیت

ہی تھی کہ وہ وقت کے غوث الاعظم ہوئے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے، جب آپ کو والدہ نے بسم اللہ خوانی کے لئے مکتب بھیجا تو قاضی حمید الدین ناگوری نے فرمایا دیکھو تختی پر کیا لکھا ہے؟ تو فرمایا سبحان اللہ الّذی اسری۔۔۔ یہ پندرہویں پارے کی ابتدائی آیات تھیں۔ حضرت حمید الدین ناگوری نے پوچھا ''تم نے قرآن مجید کس سے پڑھا ہے''؟ آپ نے فرمایا ''میری والدہ ماجدہ کو پندرہ سیپارے یاد ہیں، وہ میں نے مادرِ شکم میں حق تعالیٰ کی تعلیم سے یاد کر لئے ہیں''۔

نبی کریم ﷺ نے اولاد کی پرورش کو عبادت قرار دیا ہے اور دو بچیوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ ''قیامت کے دن وہ شخص میرے اتنا قریب ہوگا جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں''۔ اسلامی تعلیمات میں بیٹے کو نعمت اور بیٹی کو رحمت بتایا گیا ہے۔ ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ نعمت ورحمت تب ہیں جب ان کی اچھی تعلیم وتربیت کی جائے گی۔ پھر یہ دنیا وآخرت میں کام آئیں گے اور ذریعے نجات بھی ہوں گے، لیکن اگر ان کی تعلیم وتربیت درست اور صحیح نہ ہوسکی تو یہی زحمت بن جائیں گے جیسا کہ آج کل اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بطور خاص بیٹی کو رحمت فرمایا گیا ہے اور اس کی تعلیم وتربیت پر آخرت میں قربت رسول اللہ ﷺ ملنے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ اس میں یہ حکمت ہوسکتی ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت وبعثت ہوئی، اس وقت بیٹیوں کو منحوس سمجھ کر زندہ درگور کردیا جاتا تھا۔ اس لئے بیٹی کو رحمت کہا گیا ہے۔ اس کی پرورش اور تعلیم وتربیت کی خاص اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اس بیٹی نے ایک خاندان کی بنیاد رکھنی ہے جس پر کل ایک صالح معاشرہ کو پروان چڑھانا ہے۔ اچھا، پاکیزہ اور صالح معاشرہ ہی امن وآشتی، عدل وانصاف مہیا کرسکتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کا منشا ومقصود ہے اور یہی انبیاء ومرسلین کا مشن تھا۔ اس لئے اولاد کی پرورش اور تعلیم وتربیت میں والدین کی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ حلال وحرام کی پہچان رکھتے ہوئے صرف رزق حلال سے اپنی

اولاد کی پرورش کریں۔ وہ بنیادی طور پر انہیں پاکیزہ، صاف ستھرا اور صالح ماحول فراہم کریں۔ اولاد کو یقیناً اچھا کھانا دیں، خوبصورت اور صاف ستھرے قیمتی کپڑے، اعلیٰ رہائش دیں۔ لیکن ان کی حرکات وسکنات پر بھی نظر رکھیں۔ بچپن میں اگر ان کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تعلیم وتربیت کی جائے تو ان کی سیرت وکردار میں نکھار آئے گا، وہ اچھے اور برے سے بخوبی آگاہ ہوں گے۔ پھر وہ سنبھل کر اپنی زندگی کو رواں دواں رکھ سکیں گے۔ اولاد کی تربیت اور سیرت وکردار میں ماحول کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے والدین کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ قرب وجوار کے رشتہ داروں، دوست احباب کے سلسلہ میں بالکل بے نیاز نہ ہوں جائیں، بلکہ اچھی صحبت کو اختیار کرنے اور بری صحبت سے اجتناب پر زور دیں۔ جب تک بچہ صحیح وغلط، اچھے اور برے کی تمیز نہیں رکھتا، اُسے بالکل کھلا نہ چھوڑا جائے۔

اب جبکہ جدید الیکٹرونک میڈیا، سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا نوجوانوں کے اخلاق کو برباد کرنے میں شب وروز مصروف ہے، والدین کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ وہ بہت زیادہ محتاط ہوں۔ ایک دفعہ بچہ بے راہ روی کا شکار ہوگیا یا غلط ہاتھوں لگ گیا تو پھر اُسے راہ راست پر لانا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے خاص طور پر بچپن ہی سے اُسی روحانی محافل، دینی مجالس، دین سے قربت، ذکر واذکار کی محفلیں، نماز، روزہ اور دینی تعلیمات کا پابند بنایا جائے۔ اگر والدین اپنی ذمہ داریاں پوری کریں تو یقیناً ان کی اولاد ایک صالح معاشرہ کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا سکتی ہے۔ یوں دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

□□□□□

کشتی پر نماز کا حکم

عرض: اگر کشتی بیچ دریا میں کھڑی ہو اور کنارے اترنا ممکن ہو لیکن کوئی اترنے نہ ...ے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

...ڑھ لے، جب کنارے پر اترے تو اعادہ کر لے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

کیا جنت اور جہنم پیدا ہو چکی ہیں، جو انکار کرے، اس پر کیا حکم ہے؟

(دارالافتاء اہلسنت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جنت اور جہنم بن چکی ہیں؟ اگر بن چکی ہیں تو کوئی شخص ان کے اس وقت موجود ہونے کا انکار کرے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جنت اور جہنم اِس وقت موجود ہیں، جس پر بکثرت آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ شاہد ہیں اور تمام اہل سنت ان کے موجود ہونے پر متفق ہیں، ہاں فرقہ معتزلہ اور قدریہ نے اس وقت ان کے موجود ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ اللہ عزوجل انہیں قیامت کے دن پیدا فرمائے گا حالانکہ جو آیات واحادیث جنت وجہنم کے فی الحال موجود ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ بدمذہبوں کی باطل تاویلات کارد کرتی ہیں اور اسی وجہ سے علمائے اہلسنت نے اِس عقیدے کے منکرین کو بدمذہب، بدعتی اور گمراہ قرار دیا اور فرمایا کہ جو اہلسنت کے متفقہ عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھے، وہ بدمذہب اور گمراہ ہے، لہٰذا جو شخص ان کے اس وقت موجود ہونے کا انکار کرے وہ بدمذہب وگمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: (اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ) ترجمہ کنزالایمان: (جنت) پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے۔ (القرآن، سورۂ آل عمران، آیت ۱۳۳)

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: (اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ) ترجمہ

کنزالایمان: تیار ہوئی ہے ان کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔

(القرآن، سورۂ حدید، آیت ۲۱)

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے: (أعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ) ترجمہ کنزالایمان: تیار رکھی ہے کافروں کے لیے۔ (القرآن، سورۂ البقرۃ، آیت ۲۴)

مذکورہ بالا آیات کریمہ میں ''اعدت'' ماضی کا صیغہ ہے اور ماضی کا صیغہ حقیقتاً گزشتہ زمانے میں کسی کام کے واقع ہونے کے لیے وضع کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ جنت و جہنم زمانہ گزشتہ میں بن چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے:

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ کنزالایمان: اور اے آدم! تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو تو اس میں سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے۔

(القرآن، سورۂ الاعراف، آیت ۱۹)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے:

''انی رأیت الجنة فتنا و لت منها عنقو د ا و لو اخذته لا كنتم منها بقیت الدنیا''۔

ترجمہ: بیشک میں نے (سورج گرہن کی نماز کے دوران) جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ پکڑا اور اگر میں وہ خوشہ توڑ لیتا تو تم اس کو قیامت تک کھاتے رہتے۔

(صحیح بخاری، باب رفع البصر، ج۱، ص ۱۵۰، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''و الجنة و النار مخلوقتان كـ ـا جاء عن ر سو ل الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فمن زعم أنهما لم تخلقا فهو مكذب

بالقرآن و احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا احسبہ یؤمن بالجنۃ"۔

ترجمہ: اور جنت اور جہنم پیدا کی جا چکی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے احادیث آئی ہیں، پس جس نے یہ گمان کیا کہ یہ دونوں ابھی پیدا نہیں ہوئیں تو وہ قرآن اور احادیثِ رسول ﷺ کی تکذیب کرنے والا ہے اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ جنت پر ایمان رکھتا ہوگا۔ (اصول السنۃ، صفحہ ۵۹، مطبوعہ مکتبۃ المنار)

شرح عقائد اور فقہ اکبر میں ہے:

"الجنۃ حق و النار حق و ھما مخلوقتان الآن موجودتان"۔

ترجمہ: جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور دونوں پیدا کردی گئیں ہیں اس وقت دونوں موجود ہیں۔ (شرح العقائد مع النبراس، صفحہ ۲۱۹، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ، ملتان)

شرح النووی میں ہے:

"ان الجنۃ و النار مخلوقتان الیوم و ھذا کلہ مذھب اصحابنا و سائر اھل السنۃ خلافا للمعتزلۃ"۔

ترجمہ: بیشک جنت اور جہنم پیدا کی جا چکی ہیں دونوں موجود ہیں اور یہ سب ہمارے اصحاب اور تمام اہلسنت کا مذہب ہے بخلاف معتزلہ کے۔

(شرح النووی علی مسلم، ج ۶، صفحہ ۲۰۷، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

شرح العقیدہ الواسطیہ میں ہے:

"فاتفق اھل السنۃ علی ان الجنۃ والنار مخلوقتان موجودتان الان و لم یزل اھل السنۃ علی ذلک"۔

ترجمہ: اہل سنت اس عقیدے پر متفق ہیں کہ جنت اور جہنم بن چکی ہیں اس وقت موجود ہیں، اور ہمیشہ سے اہل سنت اس عقیدے پر متفق ہیں۔

(شرح العقیدۃ الواسطیہ، ج ۱، صفحہ ۲۹۷، مطبوعہ دار الھجرۃ)

الاقتصاد فی الاعتقاد للمقدسی میں ہے:

"وأجمع أئمة السلف من أهل الاسلام على الايمان بأن الجنة والنار مخلوقتان لاتفنيان أبدا، خلقتا للبقاء لا للفناء، وقد صح في ذلك أحاديث عدة"۔

ترجمہ: مسلمانوں کے ائمہ سلف کا اس بات پر ایمان لانے پر اجماع ہے کہ جنت اور جہنم پیدا کردی گئی ہیں جو کبھی فنا نہیں ہوں گی، وہ باقی رہنے کے لیے بنائی گئی ہیں نہ کہ ختم ہونے کے لئے، اور اس عقیدے پر متعدد صحیح احادیث موجود ہیں۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد للمقدسی، ج ۱، صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم)

شرح الاقتصاد فی الاعتقاد میں ہے:

"اتفق أهل السنة والجماعة على أن الجنة والنار مخلوقتان موجودتان الآن، وأن خلقسها سبق خلق آدم عليه السلام واستدلوا على ذلك بالكتاب والسنة وعلى هذا سار السلف رحمهم الله لم يختلفوا في ذلك، حتى ظهرت القدرية والمعتزلة فأنكرت ذلك وقالت: بل ينشئهما الله يوم القامة، فردوا من النصوص ما خالف هذه الشريعة الباطلة التي وضعوها للرب تعالى، وحرفوا النصوص عن مواضعها، وضلوا"۔

ترجمہ: اہل سنت وجماعت اس عقیدے پر متفق ہیں کہ جنت اور جہنم پیدا کی جا چکی ہیں اور اس وقت دونوں موجود ہیں اور ان کی تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے کی ہے اور علماء نے اس عقیدے پر کتاب وسنت سے استدلال کیا ہے، اور اسی عقیدے پر سلف رحمہم اللہ تعالیٰ چلے اور کسی نے بھی اس میں اختلاف نہ کیا یہاں تک کہ فرقہ قدریہ اور معتزلہ کا ظہور ہوا انہوں نے اس عقیدے کا انکار کیا اور کہا کہ اللہ جنت اور جہنم کو قیامت کے دن پیدا کرے گا پس انہوں نے رد کیا اُن نصوص کا

جواُن کی باطل شریعت کے خلاف تھیں جس شریعت کوانہوں نے رب تعالیٰ کے لیے گھڑا تھااورانہوں نے نصوص کوان کی جگہوں سے پھیر دیااور گمراہ ہوئے۔

(شرح الاقتصاد، ج۱، صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم)

شرح العقیدۃ الطحاویہ میں ہے:

"ان الجنة و النار مخلوقتان فاتفق اهل السنة على ان الجنة والنار مخلوقتان موجودتان الآن ولم يزل على ذلک اهل السنة حتى نبغت من المعتزلة و القدرية فانكر ذلک فردوا من النصوص وضلوا"۔

ترجمہ: بیشک جنت اور جہنم بن چکی ہیں پس اہلسنت اس بات پر متفق ہیں کہ جنت اورجہنم بن چکی ہیں، اس وقت موجود ہیں اوراسی عقیدے پر اہلسنت ہمیشہ سے قائم ہے یہاں تک کہ معتزلہ اور قدریہ میں سے ایک گروہ ظاہر ہوااوراس کاانکارکیا پس انہوں نے ان نصوص کارد کیا(جوجنت اور جہنم کے موجود ہونے پر دلالت کرتی ہیں)اوروہ گمراہ ہوئے۔

(شرح العقیدۃ الطحاویہ، صفحہ ۴۲۰، مطبوعہ وزارۃ الشئون الاسلامیہ)

شرح المقاصد میں ہے:

"وهو من خالف فی العقيدة طريقة السنة و الجماعة"۔

ترجمہ: بدمذہب وہ شخص ہے جوعقیدے میں اہل سنت و جماعت کے رستے کے خلاف ہو۔(شرح المقاصد، المبحث الثامن، ج۳، صفحہ ۴۶۴، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

غنیۃ المستملی میں ہے:

"المراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقده اهل السنة و الجماعة"۔

ترجمہ: بدمذہب سے مرادوہ ہے جوکسی بات کا اہلسنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو۔ (غنیۃ المستملی، باب فی الامامۃ، صفحہ ۵۱۴، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ)

مذکورہ بالاعبارات سے معلوم ہوا کہ جنت اور جہنم کے موجود ہونے کے بارے میں متفقہ علیہ اور مجمع علیہ عقیدہ جس پر ہمیشہ سے اہلسنت و جماعت قائم ہیں وہ یہی ہے کہ جنت اور جہنم بن چکی ہیں اور وہ اس وقت موجود ہیں اور جو اہل سنت و جماعت کے عقیدے سے اختلاف رکھے وہ بدمذہب ،بدعتی وگمراہ ہے ،لہٰذا جو جنت وجہنم کے موجود ہونے کا انکار کرے وہ بدمذہب ،بدعتی اور گمراہ ہے۔

واللہ اعلم عزوجل اور رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدالرب شاکر العطاری المدنی

۸ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ، ۲۷ دسمبر ۲۰۱۷ء

قبرستان میں جانے کا طریقہ

عرض: حکم یہ ہے کہ قبر کی پائنتی سے حاضر ہو قبرستان میں جب کہ قبور کا اختلاط ہے کیونکر ہوگا؟

ارشاد: سب سے پہلے قبرستان کی پائنتی جانب سے آئے اور اسی پائنتی کنارے پر کھڑا ہو کر سلام کہے اور جو کچھ چاہے عام ایصالِ ثواب کرے کسی کو سر اُٹھانے کی حاجت نہ ہوگی اور اگر کسی خاص کے پاس جانا ہے تو ایسے راستہ سے جائے جو اس قبر کی پائنتی کی جانب کو آیا ہو بشرطیکہ کوئی قبر درمیان میں نہ پڑے ورنہ ناجائز ہوگا۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں زیارت کے واسطے قبروں کو پھاند (یعنی پھلانگ) کر جانا حرام ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۸۴۔ از انتخاب: ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

سازنہ "سُر تال" نئے سال

ازقلم: *فریدی صدیقی، مصباحی*

جنوری سے شمسی سال کا آغاز ہوتا ہے اور اس موقعے پر طرح طرح کی خرافات دیکھنے میں آتی ہیں غیروں کی تقلید میں بعض مسلمان بھی نئے سال کے جشن میں گناہ کر بیٹھتے ہیں۔

دیکھیے! قمری ہو یا شمسی، نئے سال کے آغاز پر کسی جشن وغیرہ کے اہتمام کی کوئی ضرورت نہیں، پھر بھی اگر کوئی منانا ہی چاہتا ہے تو خیر کی دعاؤں، ذکر و درود کی محفلوں اور نیک اعمال کے ساتھ آغاز کرنا چاہیے، سال کا آغاز ہی کیا مسلمان کا تو ہر دن ہر مہینہ ہر سال، آغاز و انجام رب کی رضا جوئی میں ہی بسر ہونا چاہیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ خیر کی توفیق عطا فرمائے،، آمین

ooooooooo

ہرگز نہ کوئی ساز ، نہ سُر تال نئے سال
اللہ کی مرضی کے ہیں اعمال نئے سال

**

یکجائی کا مینار ، مسلماں کریں تعمیر
اونچا ہو بہت پرچمِ اقبال نئے سال

**

کمیاں جو رہیں گزرے ہوئے سال ہماری
آئندہ نہ دہرائیں کسی سال نئے سال

**

آغاز بھلائی ہے تو انجام بھلائی
نیکی ہے مصیبت کے لیے ڈھال نئے سال

※※

گزرے ہوئے سالوں میں جو دکھ درد ملے ہیں
یارب نہ ہو اب ہم پہ وہ اشکال نئے سال

※※

یہ ظالم و جابر جو حکومت ہے بدل جائے
ہو ملک میں اک حاکمِ خوش فال نئے سال

※※

ہم ایسی نگہبانی کریں گلشنِ دیں کی
ناکام ہو دشمن کی ہر اک چال نئے سال

※※

ہر غافل و خوابیدہ کی فطرت کو جگا کر
ہم سب ہوں مزید اور بھی فعّال نئے سال

※※

یوں ختمِ نبوت کے تحفظ میں لگیں ہم
قربان کریں جان و زر و مال نئے سال

※※

یارب جو ترے دیں کو مٹانے پہ تلے ہیں
اُن پر ہو ترے قہر کا اِرسال نئے سال

※※

ہستی کے شجر پر نہ خزاں کا اثر ہو
شاداب رہے اُس کی ہر اک ڈال نئے سال

❋❋

ہر ایک برس کے لیے ہیں میری دعائیں
اک سال ہی کیا ! خیر ہو ہر سال نئے سال

❋❋

آمین کہیں مل کے سبھی میری دعا پر
ہر ایک برائی کا مٹے حال نئے سال

❋❋

لکھتا رہے ملت کی حمایت میں فریدی
یارب ہو قلم اور بھی سیّال نئے سال

ooooooo

سُرتال...سازوآواز اِشکال...دشواری
خوش فال..اچھے شگون والا فعّال..متحرک،تیزی سے کام کرنے والا،
ارسال...بھیجنا قلمِ سیّال...پانی جیسی روانی سے چلنے والا قلم،

عزیز کی موت پر صبر

عرض: تو اگر بے اختیاری میں اپنے عزیز کی موت پر صبر نہ کرے تو جائز ہوگا؟

ارشاد: بے اختیاری بنالیتے ہیں ورنہ اگر طبیعت کو روکا جائے تو یقین ہے کہ صبر ہوسکتا ہے

لکھنے والے ضرور پڑھیں:۔۔۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی جس میں انھوں نے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے مدد لی لیکن امام سیوطی کا ذکر نہیں کیا۔ امام سیوطی کہا کرتے تھے کہ انھوں نے میری کتابوں سے مدد لی اور یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ میری کتابوں سے نقل کررہے ہیں، یہ ایک قسم کی خیانت ہے جو نقل میں معیوب ہے اور کچھ حق پوشی بھی ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس شکایت کا اتنا چرچا ہوا کہ یہ شکایت شیخ الاسلام، زین الدین زکریا انصاری کے حضور محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام قسطلانی علیہ الرحمہ کو کئی جگہوں پر قصوروار ٹھہراتے ہوئے فرمایا کہ انھوں نے اپنی کتاب میں کئی مواقع پر بیہقی کے حوالے دیے ہیں۔ ذرا یہ بتائیں کہ بیہقی کی تصنیفات کس قدر ان کے پاس موجود ہیں اور کن تصنیفات سے انھوں نے نقل کی ہے۔ جب امام قسطلانی رحمہ اللہ علیہ نشان دہی کرنے سے عاجز رہے تو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ نے میری کتابوں سے نقل کیا ہے اور میں نے بیہقی سے پس آپ کو لکھتے وقت یہ ظاہر کرنا چاہیے تھا کہ آپ نے مجھ سے نقل کیا اور میں نے بیہقی سے تاکہ مجھ سے استفادے کا حق بھی ادا ہوتا اور صحیح نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہوجاتے۔ امام قسطلانی علیہ الرحمہ ملزم کی حیثیت سے مجلس سے اٹھے تھے اور ہمیشہ دل میں یہ بات رکھی کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے دل سے اس کدورت کو دھویا جائے۔

ایک روز اسی ارادے سے امام قسطلانی برہنہ سروپا امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے شہر مصر سے نکلے اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر دستک دی، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ کون؟ امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں احمد ہوں، برہنہ سروپا آپ کے دروازے پر کھڑا ہوں کہ آپ کے دل سے کدورت دور کر کے آپ کو راضی کروں۔ یہ سن کر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اندر سے کہا کہ میں نے دل سے کدورت نکال دی، لیکن نہ دروازہ کھولا اور نہ ملاقات کی!۔ (ملخصا: بستان المحدثین مترجم، صفحہ ۲۰۴، میر محمد کتب خانہ کراچی)

اس واقعہ سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو دوسروں کی تحریر کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر ہم کسی کی تحریر کو نقل کرتے ہیں تو چاہیے کہ اسے جوں کا توں رہنے دیں۔ یہ امر بھی لازمی ہے کہ جس سے استفادہ کیا گیا ہے اس کا ذکر کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام احمد رضا کی قومی و عالمی مقبولیت

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے نیک بندے بھی ہیں، کہ جن کے لیے قدرتی طور پر ہماری زبانوں سے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مبارک الفاظ نکلتے ہیں، اور دل خود بخود ان کی طرف کھنچنے لگتے ہیں، دلوں کی یہ کشش محبوبیتِ الٰہی کے باعث ہے۔ کئی بزرگوں کو ہم نے دیکھا تک نہیں، مگر ہمارے دلوں میں ان کی انتہائی محبت وعقیدت ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ "مسلم شریف" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ : سے روایت ہے، جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے، تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو!" رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ" جبریل اس محبت کرنے لگتے ہیں، اور آسمانوں میں اعلان کر دیتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ فُلاں سے محبت کرتا ہے، تم سب بھی اس سے محبت تاو! چنانچہ تمام فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ" : ترجمہ: "پھر زمین میں اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے" یعنی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دل اس بندے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، گویا اس کی ذات مخلوق کے قلوب کے لیے مقناطیس کی طرح ہو جاتی ہے، ایسی ہی ایک عظیم ہستی ماضی قریب میں گزری، جسے دنیا سردارِ عرب و عجم، مجددِ وقت، امام احمد رضا کے نام سے یاد تاتی ہے۔

("صحیح مسلم"، کتاب البر والصلۃ، باب اذا أحب اللہ عبداً۔۔۔ الخ، ر: ۲۶۳۷، صفحہ ۱۱۴)

امام کی قومی مقبولیت

امام اہلِ سنّت علیہ الرحمہ کی قومی مقبولیت کا عالَم تو یہ ہے، کہ برصغیر پاک و ہند میں اہلِ اسلام کی واضح اکثریت، سنّی مسلمان کی پہچان ہی امام کی ذات اور ان کے شہر بریلی سے ہے، اور یہاں یہ بات واضح مسلّمات سے ہے کہ اہلِ سنّت وہی ہیں، جو امام احمد رضا کے مسلک پر ہیں، لوگ انہیں بریلوی کہتے ہیں۔ یہی وہ عقیدہ و مسلک ہے، جسے دنیائے عرب میں تصوّف یا صوفی ازم کہا جاتا ہے۔

امام کی عالمی مقبولیت

جبکہ امام اہلِ سنت علیہ الرحمہ کی عالمی شہرت و مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے، کہ آج پوری دنیا میں کہیں بھی، کسی امام اہلِ سنّت بھی سطح پر، جب برصغیر کے مسلمانوں کے بارے میں کوئی موضوع چھڑتا ہے، تو عرب و عجم اور اہلِ مغرب میں سے ہر ایک، یہ واضح فرق کرتا بھی ہے اور جانتا مانتا بھی ہے، کہ آخر کونسا مسلمان؟ بریلوی (اہل تصوّف، Peaceful) یا کوئی اور؟! اس سے واضح تفریق سے پتا چلتا ہے کہ دنیا بھر کے اہلِ نظر امام اہلِ سنّت اور ان کے ہم مسلک مسلمانوں کے بارے میں کیا افکار رکھتے ہیں!!

یہ وہ باتیں ہیں جو حقیقت و بدات پر مبنی ہیں، ان کے ثبوت کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، بلکہ صرف حالاتِ حاضر پر ایک طائرانہ نظر ہی کافی ووانی ہے، یقین نہ آئے تو تجربہ تا کیجیے!!

امّت کو ہر دور میں مجدّد کی ضرورت ہوتی ہے

ہمیشہ سے [illegible] الٰہی رہی کہ وہ ا[illegible] [illegible]دوں کی رشد و ہدایت، درسِ توحید اور تعلیم عبادات کے لیے [illegible] [illegible]وقع پر کچھ نفوسِ [illegible] و نصبِ نبوّت و رسالت کے ساتھ بھیجتا

رہا، جنہیں دنیا رسول اور پیغمبر کے نام سے جانتی مانتی ہے۔ رب ذوالجلال نے ان نفوسِ قُدسیہ کو جہاں نا قابلِ تسخیر اور محیرّ العقول معجزات کے ساتھ بعوث فرمایا، وہیں اس عہد کے حیرت انگیز اعجاز نما علوم وفنون میں بھی، وہ کمال بخشا جسے دیکھ تا انسانی عقل دنگ رہ جاتی۔

نبوّت ورسالت کا یہ سلسلہ جب مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ تک پہنچ کر مکمل ہوا، تو رب کریم نے امّتِ مصطفیٰ ﷺ کی رہنمائی علمائے ربانی کے سپرد فرمادی۔ انہیں علمائے دین میں سے کچھ نفوسِ قدسیہ کو باری تعالیٰ نے خاص فضیلت عطا فرمائی، اور حدیثِ پاک میں ان کے متعلق ارشاد ہوا: « مَنْ یُجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا » : جو اُمّت کے لیے اس کے دین کو تازہ کردیا تا رہے گا"۔

("سنن ابی داؤد" کتاب الملاحم، باب مَایُذْکَرُفِی قَرْنِ الْمِئَۃِ، ر:۴۲۹۱، ص ۶۰۲)

جسے اصطلاحِ شرع میں مجدّد کے معظّم لقب سے جانا جاتا ہے۔ یہ مجدّدِ دینِ کرام چونکہ تجدید واحیائے دین علیٰ منہاج النبوۃ فرماتے ہیں، اس لیے ان حضرات کو بھی رب کریم نا قابلِ تسخیر علوم وفنون میں، ایسا باکمال بناتا بھیجتا ہے، کہ وہ اپنی صدی کے پیش آمدہ تمام تر مسائل کی الجھی گتھیوں کو سُلجھا کر رکھ دیتے ہیں، جبکہ اس صدی کی بڑی بڑی عبقری شخصیات بھی محوِ حیرت ہوتی ہیں۔ یعنی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مجدّد ایسا شخص ہوگا جو جملہ مروجہ علوم وفنون پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ، عصری علوم کا ماہر ہو، جسے سائنس (SCIENCE)، الیکٹرانک (ELECTRONIC)، ہیئت وہندسہ، خلا وبسیط، فلکیات وارضیات وغیرہ پر بھی ویسا ہی ملکہ راسخہ ہو، جیسا دینیات کے اصول وفروع اور نئے مسائل کے استنباط پر مہارت تامہ ہوتی ہے؛ تا کہ وہ سمتِ قبلہ کے انحراف کے تعلق سے بجائے شمال کے جنوب، یا بجائے جنوب کے شمال نہ بتادیا کرے، تصویر کو عکس یا عکس کو تصویر سمجھ کر یکساں حکم نافذ نہ کردے، قیاسِ فقہی اور قیاسِ لُغوی کو ایک ہی نہ سمجھ لیا کرے، نوادرات کو بنائے قیاس نہ ٹھہرادے، اور چاند پر پہنچے ہوئے مسافر کے مشاہدہ پر رؤیتِ ہلال کا حکم نافذ نہ کردے، وغیرہ وغیرہ۔

الغرض مجدد وہ ہوگا، جسے اپنے دور کی تمام ایجادات کے بارے میں بھرپور معلومات ہو، اور وہ اصولِ شرع کے مطابق ان کا ایسا واضح حکم بیان کر سکے جس میں کچھ شک وشبہ باقی نہ رہے۔ (تحقیقات امام علم وفن" مجددِ اعظم، ۴۴۷-۴۴۹ ملتقطا)

چودھویں صدی کے عظیم مجدّد امام احمد رضا

یقیناً امام احمد رضا قدس سرہٗ جو اپنے زمانے کے مجدّدِ اعظم ہیں، آپ کی ہمہ گیر شخصیت ہر زاویہ سے بے نظیر و بے مثال ہے۔ ہیئت، ہندسہ، توقیت ومساحت، جبر ومقابلہ، مثلّثِ کروی، مثلّثِ مسطح غرض کہ اپنی صدی کے جملہ علوم وفنون میں وہ نہ صرف یکتائے روزگار، بلکہ فقید المثال نظر آتے ہیں۔ امریکی منجم نے جب تمام سیارگان کے اجتماع کی بنیاد پر قیامت کی پیش گوئی کی، تو اسی بطلِ جلیل امام احمد رضا نے "علمِ ہیئت" کی رو سے اس منجم کی بنیاد دا اجتماعِ سیارگان کو منتشر کر کے رکھ دیا۔ جب دنیا کے آباد اور غیر آباد حصوں کی بات آئی، تو بذریعہ مثلّثِ کروی ہر خشک وتر، دشت وجبل اور صحراء وجنگل میں سمتِ قبلہ سے متعلق ایسے ضابطے بیان فرمائے، کہ ایک مستقل کتاب بنام "کشف العلة عن سمت القبلة" لکھ دی۔ یہی نہیں بلکہ بذریعہ زیج علویین (زحل ومشتری) کے چار ۴ قِرانوں میں سے قِرانِ اعظم کی بنیاد پر قربِ قیامت کی پیشین گوئی بھی فرمادی۔ یہی وہ کمالات تھے جن کے سبب آپ کی صدی کے بڑے بڑے جابر گردن کشاں آپ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور تھے۔

سب یہ صدقہ ہے عرب کے جگمگاتے چاند کا
نام روشن اے رضا! جس نے تمہارا کر دیا
زمانے بھر میں تمہارا ہی نام روشن ہے
رضا یہ نعتِ نبی نے بلندیاں بخشیں

اہلِ حق اہلِ سنّت کے مسلّم امام ومجدّد، سیّدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا

اضل بریلوی قدس سرہٗ کی عالمی مقبولیت، اور آپ سے اہلِ حق کی عقیدت ومحبت کا یہ عالم ہے، کہ معلومات اور عالمی سنّی رابطہ کے مطابق، سرکار اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس سراپا قدس، "یوم رضا"، "یوم امام احمد رضا"، "امام احمد رضا کانفرنس"، "امام اہل سنّت کانفرنس" کی صورت میں، نہ صرف پاک وہند اور بنگلہ دیش، بلکہ متعدد ایشیائی، افریقی، یورپی اور عرب ممالک میں تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بڑی گیارہویں شریف کے بعد مسلمانانِ عالم کی بڑی اور عالمی، دینی وروحانی تقریبات میں سے ایک عرسِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بھی ہے۔

پاک وہند میں تو ماشاء اللہ عرسِ قادری رضوی کی یہ مبارک تقریبات ایک ایک شہر میں کئی کئی، جگہ فیض بخش حضرت عام ہوتی ہیں، جو آپ کی مقبولیتِ عامّہ کی بیّن دلیل ہے،

اے رضا روز ترقی پہ ہے چرچا تیرا
اوجِ اعلیٰ پہ چمکتا ہے ستارا تیرا
اہلِ سنّت کے دلوں میں ہے محبت تیری
دشمنِ دیں کو سدا رہتا ہے کھٹکا تیرا

اور یہ حقیقت بھی واضح ہے،

مدّت ہوئی ہے آپ کو پردہ کیے ہوئے
لیکن ہر ایک بزم میں چرچا رضا کا ہے

بحمدہٖ تعالیٰ ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کراچی سے پشاور تک چلے جائیں، جگہ جگہ، شہر بہ شہر "جامعہ قادریہ رضویہ"، "جامعہ غوثیہ رضویہ"، "جامعہ چشتیہ رضویہ"، "جامعہ نقشبندیہ رضویہ"، "جامعہ حنفیہ رضویہ"، "جامعہ اویسیہ رضویہ"، "جامعہ برکاتیہ رضویہ"، "جامعہ نوریہ رضویہ"، "جامعہ سعیدیہ رضویہ" کی صورت میں ہزاروں مدارس وجامعاتِ اہلِ سنّت آپ کے نامِ گرامی سے منسوب نظر آئیں گے، جو آپ کی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے،

احمد رضا کے فیض کے ہیں در کھلے ہوئے
برکاتِ مصطفیٰ کے ہیں پرچم لگے ہوئے

اور یہ بھی ایک بامشاہدہ حقیقت ہے کہ

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھیں وہ علاقہ رضا کا ہے

اور کیوں نہ ہو؟ کہ امام اہلِ سنّت علیہ الرحمہ نے ہوش سنبھالنے سے تا دمِ اخیر اپنی ساری زندگی دینِ اسلام کی خدمت اور سنّیت کی اشاعت میں صرف کی، اور تقریباً ایک ہزار 1000 کتابیں لکھیں، جن میں "فتاوی رضویہ" سب سے ضخیم ہے۔ علمی تحقیق کے اعتبار سے اردو زبان میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔ آپ کے بارے میں علامہ اقبال قدس سرہٗ نے فرمایا تھا: "وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالمِ دین تھے، فقہی۔ بصیرت میں ان کا مقام بہت بلند تھا، ان کے فتاوی کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے، کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ وَر، اور پاک و ہند کے کیسے نابغہ روزگار فقیہ تھے۔ ہندوستان کے اس دورِ اع متاخرین میں ان جیسا طاور ذین فقیہ بمشکل ملے گا"۔

("معارف رضا" سالنامہ 1986ء، صفحہ 193)

تصانیف امام احمد رضا

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

امام اہلِ سنّت علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ فرمایا، جس کو عالمِ اسلام "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے جانتا ہے۔ اس ترجمہ کو اب تک انگریزی میں تین بار، ہندی، سندھی، گجراتی، ڈچ، بنگلہ، پشتو وغیرہ زبانوں میں ڈھالا جاچکا ہے۔

فتاوی رضویہ کی مقبولیت

امام اہلِ سنّت علیہ الرحمہ کے ہاں علاوہ ردِّ وہابیہ و دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے، کار

فتوی اس درجہ وافر تھا، کہ دس 10 مفتیوں کے کام سے زائد رہتا، شہر و دیگر بلاد و امصار، جملہ اقطارِ ہندوستان، و بنگال، و پنجاب، وملیبار، و برہما وارکان، و چین، وغزنی، و امریکہ، وافریقہ، حتی کہ سرکار حرمین شریفین محترمین سے استفتاء آیا کرتے، اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو استفتاء جمع ہو جاتے تھے۔ اس کی واضح دلیل ان فتاوی کے مطالعہ سے الصل کی جا سکتی ہے۔

حدائق بخشش (نعتیہ دیوان)

سیّدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" اردو نعتیہ شاعری کا ایک اہم سنگ میل ہے، جس نے اپنے بعد آنے والے تمام نعت گو شعراء کو ادب واحترام اور تعظیم کا راستہ دکھایا۔ اس دیوان کی نعتیں آج بھی ہند و پاک وغیرہ میں سب سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔ "حدائقِ بخشش" کا قصیدۂ سلامیہ ؎

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اطرافِ عالم میں ہاں ہاں اہلِ اردو پائے جاتے ہیں، وہاں بہت ہی مشہور اور مقبولِ خاص وعام ہے، اس کا انگریزی ترجمہ پروفیسر غیاث الدین مرحوم (U.K) نے کیا، جسے "رضا اکیڈمی" (U.K) نے شائع کیا۔ اس کا عربی ترجمہ منظوم افضلِ جلیل ڈاکٹر حسین مجیب) جسے "دارالثقافۃ" نے مصر سے 1999ء میں شائع کیا۔

عالم عرب میں آپ کی مقبولیت

یوں تو عالمِ عرب میں امام احمد رضا قدس سرہٗ کا پہلا تعارف اس وقت ہوا، جب وہ 1295 ہجری بمطابق 1878 عیسوی میں اپنے والدِ ماجد علامہ مفتی نقی علی خان قادری قدس سرہٗ کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لیے حرمین شریفین پہلی بار حاضر ہوئے۔ اس موقع پر حرم مکہ کے امام شافعیہ اور وقت کی عظیم شخصیت حضرت مفتی سید حسین بن صالح جمل اللیل مکی ر ... 1305 ہجری بمطابق 188۷ ... بغیر کسی سابقہ

تعارف کے (مسجدِ حرام میں بعد فراغتِ نمازِ مغرب) امام احمد رضا کا ہاتھ پکڑا، اور ان کی پیشانی دیکھ کر بے ساختہ پکار اُٹھے: "إنّي لأجدُ نورَ اللهِ فِي هذا الجبين!" "میں اس پیشانی میں اللہ تعالیٰ کا نور دیکھ رہا ہوں"۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت" حج و زیارت (اوّل) ۱/ ۳۳۳)

امام اہل سنّت قدس سرہٗ کے اس پہلے سفر کے موقع پر آپ کی علمی بصیرت کو دیکھتے ہوئے، شیخ حسین بن صالح کے علاوہ مفتیٔ شافعیہ سیّد احمد زینی دحلان (متوفی 1299 ہجری بمطابق 1881 عیسوی)، مفتیٔ حنفیہ شیخ عبد الرحمٰن سراج مکی (متوفی 1301 ہجری بمطابق 1883 عیسوی) و دیگر بہت سے اکابر و اعاظم علماء نے تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ کی اجازات و اسانید سے آپ کو نوازا۔

امام اہل سنت قدس سرہٗ کی مندرجہ ذیل عربی تصانیف نے علمائے اسلام، خصوصاً علمائے عرب میں ان کے علمی وقار اور فقہ امام اہل سنّت و حدیث اور علوم اسلامیہ میں آپ کے بلند مقام کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا:

1. الدولة المكّيّة بالمادّة الغيبيّة (1323 ھ)
2. إنباءُ الحي أنّ كلَمَه المصونَ تبيانٌ لكل شيئى فِي مسألة العلوم الخمسسة (1326 ھ)
3. كفل الفقيه الفاهم فِي أحكام قرطاس الدراهم (1324 ھ)
4. الإجازات المتينة لعلمَاء بكّة والمدينة (1324 ھ)
5. المعتمَد المستند (1320 ھ)
6. فتاوى الحرمين برَ جف ندوة المين (1316 ھ)
7. حُسام الحرمَين على منحر الكُفر والمين (1324 ھ)
8. أجلى الإعلَام أنّ الفتوى مطلقاً على قول الإمام (1334 ھ)
9. الكشف شافيا حكمُ فُونُوجرافيا (1328 ھ)
10. الزُّ لال الأنقى من بحرِ سبقةِ الأتقى (1300 ھ)

11 . صَيقل الرَّين عن أحكام مجاوَرة الحرمَين (1305 هـ)

12 . الصّافية الموحية لحكم جلد الأضحية (1307 هـ)

13 . هادي الأضحِية بالشّاة الَنديّة (1314 هـ)

14 . شمئم اللنبر فِي أدب النداء أمام المنبر (1332 هـ)

15 . الظفر لقول زُفر (1335 هـ)

16 . الجبل الثانوي على كلية التهانوي (1337 هـ)

امام اہل سنّت نے ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دوسری بار حج کیا، پھر مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ایک ماہ تک مدینہ طیبہ میں رہ کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پاتے رہے۔ مکہ عظمہ اور مدینہ طیبہ کے بڑے بڑے علماء نے آپ کے علمی کمالات اور دینی خدمات سے متاثر ہو کر آپ کے دستِ حق پرست پر شرف بیعت کیا، اور آپ کو اپنا استاد و پیشوا مانا، یوں آپ کی بہت پذیرائی ہوئی، جس کا تحریری نمونہ پیش خدمت ہے:

امام احمد رضا خان مشاہیر کی نظر میں

(۱) مکہ مکرمہ کے شافعیہ اور شیخ العلماء شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رضا کی کتاب "الدولۃ المکیۃ" پر تقریظ کے بعد لکھا: "یہ وہ ہے جو مجھے اس امام کامل کی مددگاری میں میسّر آیا"۔ ("الدّولة المكّيہ" تقريظ۲: الشيخ محمد سعيد بابَصيل، صفحہ ۲۷۵۔

(۲) مکہ مکرمہ کے مفتیٔ حنفیہ رشیخ محمد صالح ابنِ علامہ شیخ صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الدولۃ المکیۃ" پر تقریظ کے آخر میں لکھا: "الٰہی! اس استاذِ کبیر اور عالمِ کمال ماہر کی عمر میں فزونی و برکت و درازی عطا کر؛ تاکہ وہ ہر سخت جاہل گمراہ کے حق میں اُلجھاو اور کانٹا ہو"۔

("الدّولة المكّية" تقريظ 6: الشيخ محمد صَالح ابن العلامة الشيخ صديق كمَال مفتي الحنفية بمكّة المكرّمة، ص 281)

(۳) خطباء وائمہ کے سردار، مسجدِ حرام میں مدرس شیخ احمد ابو الخیر بن عبد اللہ مرداد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: "علامۂ عقیل، ذکی، بلند، اپنے زمانہ میں تمام مؤلفین کا سردار، اور خود اپنے معاصرین کی گواہی سے تمام مصنفین کا امام ہے"۔

("الدّولة المكّية"تقريظ ٧: رئيس الخطباء والأئمة، والمدرّس بالمسجد الحرام الشيخ أحمد أبو الخير بن عبد الله مرداد،ص٢٨٢)

(۴) شیخ عبد اللہ بن صدقہ زینی دحلان جیلانی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امام کے بارے میں لکھا: "ایسی تصنیفوں والا جو اس کی وسعتِ نظر اور کثرتِ مادۂ علمی اور عظمتِ قدرت پر دلیل ہیں، وہ امام جس نے کوئی بند دروازہ نہ چھوڑا، جس کے قلعے نہ کھول دیے ہوں، اور کوئی مشکل کام نہیں جس کے مبنیٰ واضح نہ تا دیے ہوں، جناب استاذ فاضل اور بلند ہمت کامل ہیں"۔

("الدّولة المكّية" تقريظ ٩: الشيخ عبدالله بن محمد صدقة زَيني دَحلَن الجيلَنْ،ص٢٨٥ـ٢٨٦)

(۵) شیخ محمد جمال بن محمد امیر بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: "عالم علامہ یکتا ہے، اور سردار عالمِ کبیر کمال معظم، ہمارے استاذ حضرت احمد رضا۔

("الدّولة المكّية"تقريظ١٤:المدرس والإمابالديارالحرميّة ومفتي المالكيّة الشيخ محمد جمال بن محمد الأمير بن حسين،. ص ٢٩٦)

(۶) شیخ محمد مختار بن عطارد جاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: ''اس زمانہ کے علمائے محققین کا بادشاہ ہے، اور اس کا کلام مبارک حق صریح ہے، حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صاحب ہمارے سردار اور ہمارے مولیٰ خاتم المحققین اور سنّی علماء کے پیشوا ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی بقا سے مسلمانوں کو متمتع رکھے! ان کی حمایت فرمائے! انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے! اللہ انہیں اور ہمیں نبیوں اور صدیقوں کے گروہ میں محشور فرمائے!''۔

(الدّولة المكّية" تقريظ١٩:الشيخ محمد مختار بن عطارد الجاوي، ص٣٠٤)

(۷) شیخ علی بن احمد محضار رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: "علامہ کامل استاذ فاضل احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ، جن کے سبب سے خدا نے اس زمانہ میں مسلمانوں کی فریادرسی فرمائی"۔

(الدّولة المكّية"تقريظ ٣٠:الشيخ علي بن أحمد المحضار، ص٣٢٤)

(۸) شیخ عبدالحمید بن محمد عطار رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: "حضرت علامہ محقق، مولانا الہمام، احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ، جو ہندوستان کے علمائے اعلام میں ایک مشہور شخصیت ہیں"۔

(الدولۃ المکّیۃ "تقریظ ۵۱: الشیخ عبدالحمید بن محمد أدیب العطّار الشافعي الدمشقي، ص ۳۷۳)

(۹) شیخ سیّد یوسف عطاء بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہمارے مولیٰ فاضل، صاحب عرفان، میرے سردار شیخ احمد رضا خان صاحب قادری"۔

("الدّولة المکّیة" تقریظ ۵۴ : الشیخ السیّد یوسف عطاء، ص ۳۸۱)

(۱۰) شیخ محمد امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "علامہ کبیر، کامل محقق و مدقق شیخ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔الخ۔ ("الدّولة المکّیة"، تقریظ ۵۶: الشیخ محمد أمین سوَید الدمشقي، ص ۳۸۷)

(۱۱) شیخ محمد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "سالکوں کے مرشد، اللہ تعالیٰ کی عنایت حاصل کرنے والے، عالم فاضل، شیخ احمد رضا خان ہندی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل وکرم سے جنّت کا ساکن بنائے، آمین!"۔

("الدّولة المکّیة" تقریظ: ۵۹: الشیخ محمد الدمشقي مَولداً، القُسطنطنیة مَسکناً، ص: ۳۹۱)

(۱۲) علوم وطریقت کے شیخ، یاسین احمد خیاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا: "وہ محدثین کے امام، ملحدین کی گردنوں کے لیے تلوار، یگانۂ روزگار، اور یکتائے زمانہ ہیں، یعنی مولانا شیخ، کامل بزرگ سردار، احمد رضا خان"۔

("الدّولة المکّیة" تقریظ: ۶۱ : الشیخ یاسین أحمد الخیاري، ص: ۳۵۶)

(۱۳) علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: "امام علامہ شیخ احمد رضا خان ہندی رحمۃ اللہ علیہ، ایک امام کبیر علامہ اجل ہیں، اللہ ان سے راضی رہے! اور اپنی عنایتوں سے ان کو راضی کرے!"۔۔۔الخ۔

(الدّولة المکّیة" تقریظ: ۴۴: الشیخ یوسف بن إسمَعیل النّبهانی فِی المدینة المنوّرة، ص: ۳۶۰ ملتقطاً)

(۱۴) مولانا سیّد محمد عثمان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "یگانۂ روزگار، یکتائے زمانہ، فاضل کامل، عالم عامل، بدعت کی بیخ کنی کرنے والے، سنّت کی مدد کرنے والے، محقق ومدقق، اس زمانے کے بزرگ امام، مولانا حاجی سیّدی احمد رضا خان"۔۔۔الخ۔

("الدّولة المکّیة" تقریظ: ۵۵ : الشیخ السیّد محمد عثمَان القادري الحیدرآبادي، ص ۳۸۲)

(۱۵) مولانا عابد حسین مالکی علیہ الرحمہ نے فرمایا:"جبکہ اس فتنوں اور عالمگیر شر کے زمانہ میں، اللہ تعالیٰ نے اس دینِ متین کو زندہ کرنے کی اُسے توفیق بخشی، جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا، وہ جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں میں سے ہے، علمائے مشاہیر کا سردار اور معزز فاضلوں کا مایۂ افتخار، دینِ اسلام کی سعادت، نہایت محمود سیرت، ہر کام میں پسندیدہ صاحبِ عدل، عالمِ باعمل، صاحبِ احسان، حضرت مولیٰ احمد رضا خان"۔

("حسام الحرمَین" اللّمم الملكية والتسجيلات المكّية، مفتي المالكيّة الشيخ عابد بن حسين، ص:۸۶)

(۱۶) مولانا شیخ عبدالرحمٰن دہان علیہ الرحمہ نے فرمایا:"رسوخ والے فاضلوں کا خلاصہ، علّامہ زماں، یکتائے روزگار، جس کے لیے علمائے مکہ معظمہ گواہی دے رہے ہیں، کہ وہ سردار ہے، بے نظیر ہے، امام ہے، میرے سردار اور میرے جائے پناہ، حضرت احمد رضا خان بریلوی"۔

("حُسام الحرمين على منحر الكفر والمين" اللّمم الملكية والتسجيلات المكّية، الشيخ عبد الرّحمن الدهّان، ص۹۶)

(۱۷) علّامہ مولانا محمد کریم اللہ مدنی علیہ الرحمہ اپنی عینی شہادت بیان تاتے ہیں کہ"میں سالہا سال سے مدینہ منوّرہ میں مقیم ہوں، سرزمینِ ہند سے ہزاروں لوگ آتے رہتے ہیں، ان میں علماء و صلحاء اور اتقیاء سب ہی ہوتے ہیں، میرا مشاہدہ ہے کہ یہ لوگ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں، کوئی نظر اٹھا تا نہیں دیکھتا (کہ کونسی شخصیت ہے)، اور امام احمد رضا کی شان دیکھی، کہ بڑے بڑے علماء اور اکارین صلحاء آپ کو دیکھتے ہی لپکتے چلے آرہے ہیں، اور تعظیم بجالانے میں عجلت تا رہے ہیں"۔

("الإجازات المتينة" مقدّمة، ص:۹۷،۹۸من مجسوعة رسائل عربية من "الفتاوى الرضوية")

(۱۸) شیخ عبدالقادر کردی مکی علیہ الرحمہ کی تحریر:"حضرت مولانا فاضل، بے مثال لوگوں کے پیشوا، میرے سردار عبدالمصطفیٰ احمد رضا، ان کی عمر شریف اور فضائل طویل ہوں، آمین!"۔

("الإجازات المتينة لعلمَاء بكّة والمدينة"ص:۹۹ من مجسوعة رسائل عربية من "الفتاوى الرضوية")

(۱۹) مکتوب علامہ جلیل سید اسماعیل خلیل رحمۃ اللہ علیہ نگران کتب خانہ حرم: "ہمارے سردار امام احمد رضا نے اپنے فتاویٰ کے چند اوراق بطور نمونہ ہمیں بھیجے تھے، ہم اللہ-عزّ شانہ- سے امید تاتے ہیں کہ آپ کو ان فتاوی کی جلد تکمیل کے لیے اوقات میں برکت فرما کر آسان کرے؛ کیونکہ یہ فتاوی قابلِ اعتناء ہیں (اللہ تعالی اسے آپ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے!) اللہ کی قسم! میں حق کہتا ہوں کہ اگر امام ابوحنیفہ ان فتاوی کو ملاحظہ فرماتے، تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، اور مؤلف کو اپنے شاگردوں میں شامل فرماتے"۔

("الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة" كتاب العلّمة الجليل السيّد إسمَاعيل أمين مكتبة الحرم المكّي، ص:١٠٠)

(۲۰) سیّدِ جلیل مولانا سیّد مامون برّی مدنی کا مکتوب: "یہ خط ان کی طرف لکھا جاتا ہے جو استاذ، فائق، علامہ، جائے پناہ، بہت سمجھ دار و تیز فہم ہیں، جن کا طلسماتی قلم فریفتہ کرتا ہے، جن کے کلمات کی نزاکت نسیمِ سَحَر پر فوقیت رکھتی ہے، وہ ایسے بلند کمالات والے ہیں جن کی حقیقت کسی تحریر و حد میں متصوّر نہیں، حق تو یہ ہے کہ کہا جائے: وہ اپنے زمانے میں یکتا ہیں، کیوں نہ ہو کہ ان کا فضل پہاڑ کی چوٹی پر جلائی جانے والی آگ سے بھی زیادہ روشن ہے، اور یہ شعر ان کی مسلّمہ عالی ہمتوں سے آگاہ کرنے والا ہے، وہ زبانِ حال سے خود نغمہ سرا ہیں:

"مجھے یہ سب پہچانتے ہیں: گھوڑے (کہ میں شہسوار ہوں)، راتیں (کہ ان میں جاگ کر خدا کو یاد کرتا ہوں)، بیابان (کہ ان میں تلاشِ محبوب میں سرگرداں رہتا ہوں)، تلوار و نیزہ (کہ ان سے مصروف جہاد ہوں) اور کاغذ و قلم (کہ عقائدِ اسلامیہ اور مسائلِ شرعیہ لکھتا ہوں" ان سے میری مراد حضرت جناب مکرم و محترم، یکتائے زمان، شیخ سیّدی احمد رضا خان قدس سرہٗ ہیں"۔

(الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة" ص:١٠٦ من مجموعة رسائل عربية من "الفتاوى الرضوية")

(۲۱) مولانا خلیل الرحمٰن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "مدرسۃ الحدیث" پیلی بھیت کے ایک

اجلاس منعقدہ ۱۳۰۳ ہجری میں علم الحدیث پر، آپ کی ایک محققانہ اور پُر مغز تقریر سن کر، اپنا یہ تاثر بیان کیا کہ "اگر اس وقت میرے والد ماجد مولانا علی احمد محدِّث سہارنپوری محشیٔ "بخاری" ہوتے، تو وہ آپ کے تبحرِ علمی کی دل کھول کر داد دیتے، اور انہیں اس کا حق بھی تھا"۔ مولانا وصی احمد محدِّث سُورتی اور مولانا محمد علی مونگیری بانی "دار العلوم ندوۃ العلماء" نے بھی اس بات کی تائید فرمائی۔ (" ماہنامہ اشرفیہ" مبارکپور، اپریل ۱۹۷۷ء، مقالہ مولانا محمود احمد قادری)

(۲۲) دورانِ حج دینی و علمی موضوعات پر تبادلہ خیالات، اور آپ کی بعض کتب و رسائل کے مطالعہ کے بعد علمائے حرمین شریفین پر جو تاثر قائم ہوا، اس بارے میں "ابوالحسن علی ندوی" کے والد عبدالحی ندوی تحریر کرتے ہیں کہ "وہ حضرات آپ کے وُفورِ علم، فقہی متون و مسائلِ خلافیہ پر دِقتِ نظر، وسعتِ معلومات، سرعتِ تحذیر اور ذکاوتِ طبع سے حیران رہ گئے"۔ ("نزهة اخمواطر" حرف الألف، تحت ر:٣٢ - المفتي أحمد رضا خان البيلوي،٨/٥٠)

(۲۳) یوسف بنوری (دیوبندی) کے والد محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے سیّد امیر شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ "اگر احمد رضا خان ریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں فقہِ حنفی کی خدمت نہ کرتے تو حنفیت شاید اس علاقے میں ختم ہو جاتی!"۔

مسلکِ حق کی ضمانت ہے تیرا نام رضا!
شانِ تحقیق ادا تا گیا خامہ تیرا!
تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو!
قسیمِ جامِ عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو!

(بقیہ آئندہ)
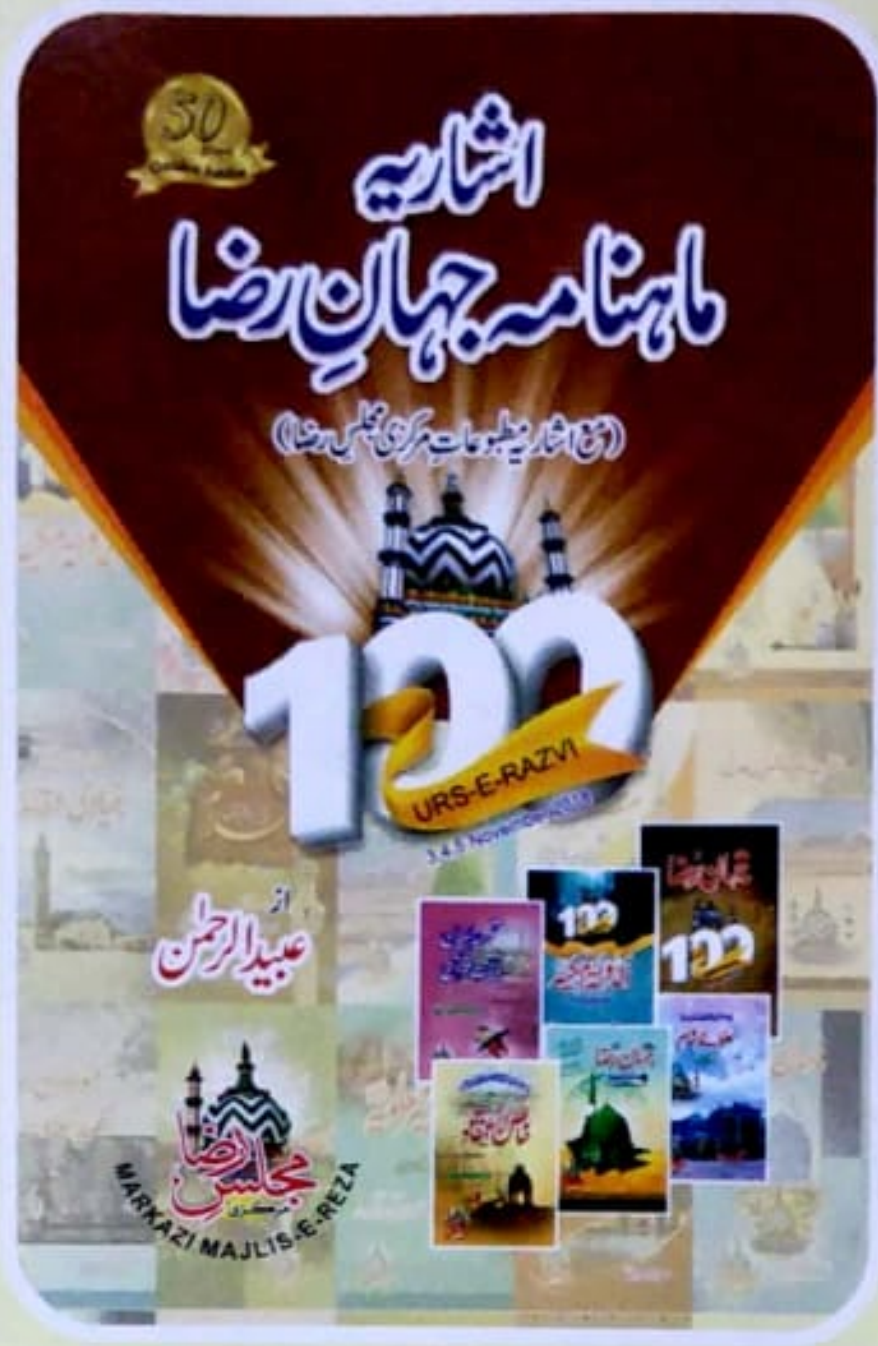
الحمدللہ عزوجل

مرکزی مجلس رضا آج بھی حکیم اہلسنت علیہ الرحمہ کی متعین راہ پر رواں دواں ہے، ہزاروں کتابیں شائع کر کے مفت تقسیم کر رہی ہے، مرکزی مجلس رضا کا ترجمان ''ماہنامہ جہان رضا'' افکار رضا کی اشاعت میں سرگرم ہے۔

مجلس رضا کی تحریک اپنی تاسیس کے 50 سال 1968ء/2018ء (گولڈن جوبلی) کی تکمیل پر مبارک باد کی مستحق ہے، مجلس رضا کے یہ 50 سال موجودہ دور میں اہلسنت کی بیداری کے پچاس سال ہیں، مجلس رضا کے محرکین معاونین اور کارکنوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، ان کا جس قدر اعزاز و تعریف کی جائے کم ہے۔

مجلس رضا کی طرف سے اس کتاب ''اشاریہ ماہنامہ جہانِ رضا مع اشاریہ مطبوعات مجلس رضا'' کا اہتمام 100 سالہ عرس رضوی (نومبر 2018) اور مرکزی مجلس رضا کی تاسیس کے 50 سال گولڈن جوبلی) مکمل ہونے پر کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مرتب عبدالرحمٰن صاحب زیدہ مجدہ اور تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)